خطبہ جمعہ

ریاکاری سے اور بخل سے بچیں گے تو نہ صرف اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی زندگی میں کامیاب فرمائے گا بلکہ آپ اپنی نسلوں کی زندگی میں بھی مسلسل ان نیکیوں کو جاری دیکھیں گے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۷؍جولائی ۱۹۹۸ء بمطابق ۱۷؍وفا ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِه. وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَاباً مُّهِيْناً. وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلاَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلاَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ. وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْناً فَسَآءَ قَرِيْناً . وَمَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ . وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْماً﴾- (سورۃ النسآء آیت ۳۸ تا ۴۰)

ان آیات کی تلاوت کا مقصد یہ ہے کہ اس سے پہلے جو میں نے مالی قربانی کے تعلق میں خطبات دیئے تھے ان میں جن گروہوں کا ذکر تھا اس آیت میں ان کے علاوہ ایک گروہ کا ذکر ہے لہذا اس آیت سے مضمون مکمل ہو جاتا ہے۔ خدا کی راہ میں مالی قربانی سے ڈرنے والوں کی جتنی قسمیں پہلی آیات میں بیان ہوئی تھیں یہ قسمیں ان کے علاوہ ہیں اور میرے نزدیک خدا کی راہ میں مالی قربانی کرنے والوں کا مضمون ان ساری آیات کے دائرے کے اندر رہتا ہے۔ پس میں نے سوچا کہ اب ان دو آیات کے اندر جو مضامین بیان ہوئے ہیں وہ بھی احباب کے سامنے کھول کر بیان کر دوں۔

اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ایک قسم یہ ہے کہ وہ لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کی تعلیم دیتے ہیں۔ وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِه اور چھپاتے ہیں اس کو جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَاباً مُّهِيْناً اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اب یہ لوگ بظاہر مومن ہیں ورنہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا، نہ اس کی تعلیم دیتے کہ کچھ کم خرچ کیا کرو مگر اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ کافروں کا سا ہے۔ فی الحقیقت خدا کی نظر میں یہ کافر ہیں اور ایسے کافر ہیں جن کے لئے رُسوائکن عذاب مقدر کیا گیا ہے۔

یہ کون لوگ ہیں، کیوں ایسا کرتے ہیں؟ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ شخص جو خسیس ہو، دل کا کنجوس ہو، اس میں بعض دفعہ اپنے نفس پر تنگی کا رجحان بھی غالب ہوتا ہے۔ یعنی خسیس ہر قسم کے ہیں کچھ ایسے بھی ہیں جو دکھاوے کے لئے بہت خرچ کرتے ہیں ان کا بعد میں ذکر آئے گا۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو بڑے بڑے محلات میں رہتے ہیں اور اس بات سے نہیں ڈرتے کہ لوگ سمجھیں گے کہ وہ امیر ہیں مگر کچھ خسیس ایسے ہیں جو اپنے حالات پر اپنی طرف سے تنگی وارد کرتے ہیں۔ وہ اتنے کنجوس ہوتے ہیں کہ اپنے اوپر بھی خرچ نہیں کر سکتے۔ اور جب دیکھتے ہیں کہ اور بھی لوگ ہیں جو اپنے اوپر خرچ کرتے ہیں اور ان کی بظاہر مالی حالت ان جیسی ہی ہوتی ہے تو ڈرتے ہیں کہ ان کی یہ کمزوری ننگی نہ ہو جائے اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ ایسے لوگ بھی ان جیسا ہی رویہ اختیار کریں۔

پس یہ وہ لوگ ہیں جو بخل کرتے بھی ہیں اور بخل کی تعلیم بھی دیتے ہیں۔ لوگوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ دیکھو تم کیا اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہو۔ تم کھلے ہاتھوں سے خرچ کرتے ہو، تمہارا روپیہ کم ہو جائے گا اور سب لوگوں کو پتہ چل جائے گا کہ تمہارے پاس پیسہ ہے پھر بھکاری اور فقیر لوگ تمہاری طرف دوڑے چلے آئیں گے تو عقل سے کام لو اور اپنے گھریلو حالات میں تنگی اختیار کرو۔ اس غرض سے یہ ان کو حکم دیتے ہیں وَيَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِه اور اس مال کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں جو اللہ نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا ہے۔ اگر یہ بخل نہ کریں تو یہ مال سب کو نظر آنے لگ جائے گا تو رہتے غریبوں کی طرح ہیں اور اپنے اموال کو بہت چھپا کے رکھتے ہیں حالانکہ اللہ نے اپنے فضل سے ان کو عطا فرمایا تھا۔ جو اللہ نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہو اس سے یہ ناشکری کا سلوک بہت ہی ناپسندیدہ ہے بلکہ اس قدر ناپسندیدہ ہے کہ فرمایا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَاباً مُّهِيْناً ہم نے کافروں کے لئے بہت رُسوائکن عذاب تیار کر لیا ہے۔

ان کے برعکس ایک شکل ایسی بھی ہے جو ہوتے تو بخیل ہیں مگر ریاکاری کی خاطر خرچ کرنے میں بہت بڑھ بڑھ کر ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہ مرض جو ہے کہ بیاہ شادیوں کے موقع پر ہمارے پنجاب میں خاص طور پر دکھائی دیتا ہے۔ وہ پیسہ ڈالتے ہیں بلا کر، آوازیں دے کر کہ فلاں صاحب نے اتنا پیسہ ادا کر دیا ہے اس پر ایک بولی بولنے والا کہتا ہے فلاں صاحب نے اتنا پیسہ ادا کر دیا ہے۔ یہ ذلیل حرکت ہے۔ اگر تم نے کسی بچی کی خدمت کرنی ہے، کسی بھائی کو کچھ روپیہ دینا ہے تو مخفی ہاتھ سے دینے کی کوشش کرو، کیوں اس کو دنیا میں ذلیل کرتے ہو۔ لیکن یہ رواج چلا آرہا ہے اور زمیندار اس پر فخر کرتے ہیں اور پھر لکھنے والے پورا احساب کتاب لکھ کے رکھتے ہیں کہ فلاں نے فلاں وقت فلاں بچی کو یہ دیا تھا اور یہ سنا کر دیا تھا۔ اگلی دفعہ جب یہ موقع آئے اور سنا کر دینے کا وقت آئے تو ہماری بولی اس سے بڑھ کر ہو، اس سے کم نہ ہو۔ غرضیکہ یہ سلسلے ریاکاری کے دنیا میں بھی چلتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ کی خاطر خرچ کرنے کا موقع آئے تو باجود اس کے کہ بخیل ہوتے ہیں وہ دکھاوے کی خاطر خرچ کرتے ہیں، بہت بڑھا چڑھا کر بولی بھی دیتے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو بولی تو دیدیتے ہیں لیکن پھر اسے پورا نہیں کرتے۔

پس ریاکاری کے دو حصے ہیں- ایک وہ جو وعدوں کے وقت ریاکاری سے کام لیتے ہیں اور جب بھی کسی مجلس میں تحریک کی جائے وہ کہہ دیں گے میری طرف سے اتنی بڑی رقم لکھ لو۔ ایسے افراد کا میں نے ایک دفعہ تفصیلی جائزہ لیا کیونکہ مجھے شک تھا کہ ریاکار پھر جب ادائیگی کا وقت آتا ہے تو چونکہ مخفی ہاتھ سے ادائیگی ہوتی ہے وہ ادائیگی سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اکثر لوگ جن میں میں نے ریاکاری کی علامتیں پائی تھیں وہ ادائیگی کے وقت بالکل غائب تھے۔ بہت بڑی بڑی رقمیں انہوں نے خدا کی راہ میں لکھوائی ہوئی تھیں اور جب ادائیگی کا وقت آیا تو صفر تھی۔ چنانچہ میں نے ان کے متعلق ہدایت جاری کر دی کہ ان سے کبھی بھی کوئی چندہ وصول نہ کیا جائے کیونکہ جو بظاہر خدا کی خاطر دیتے ہیں ان کی بولی ریاکاری ہے اور وعدہ لکھواتے وقت جانتے ہیں کہ ان کو ہرگز توفیق نہیں ملے گی کہ یہ رقم ادا کر سکیں تو یہ دھوکے باز ہیں ان سے ہرگز آئندہ کوئی چندہ بھی وصول نہ کیا جائے۔ اس فیصلے کے بعد جب ان لوگوں کے چندے پر میں نے نظر دوڑائی تو پتہ لگا کہ وصول نہ کیا جائے کے حکم کی ضرورت ہی نہیں تھی، چندہ دیتے ہی نہیں یہ خانہ ہی صفر ہے ان کا۔

تو عجیب و غریب لوگ ہیں دنیا میں جن کو قرآن کریم کی آیات نے گھیرے میں لے رکھا ہے۔

کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو چندوں کے تعلق میں ہمیں دکھائی دیتا ہو یا نہ دکھائی دیتا ہو مگر قرآنی آیات نے اس مضمون کو اپنے اندر شامل نہ فرما لیا ہو۔ پس ریاکار بھی

ہیں وَالَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ رِئَآءَ النَّاس وہ لوگ جو اپنے اموال لوگوں کو دکھانے کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وہ اللہ پر یا یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔ اِن کے متعلق بھی بہت سخت نتیجہ نکالا گیا ہے۔ جس طرح پہلے فرمایا تھا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا. ان کے متعلق فرمایا وَمَنْ یَّکُنِ الشَّیْطٰنُ لَہٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا جن کا شیطان ساتھی بن جائے اس سے برا ساتھی کوئی نہیں ہو سکتا، تو جن کا اٹھتے بیٹھتے شیطان ساتھی ہو ان کے اعمال کا کیا حال ہوگا۔ کھوکھلے اور بے معنی، ان کی کوئی بھی حقیقت خدا کی نظر میں نہیں ہے۔

یہ دو باتیں بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا ذَا عَلَیْھِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَھُمُ اللّٰہُ. وَکَانَ اللّٰہُ بِھِمْ عَلِیْمًا. انہیں کیا ہو گیا ہے، ان پر کیا بپتا پڑی ہے وَمَا ذَا عَلَیْھِمْ کہ وہ اللہ پر ایمان نہیں لاتے۔ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اگر وہ وہ اللہ پر ایمان لے آتے اور آخرت پر ایمان لے آتے تو ان کو کیا نقصان پہنچتا تھا اور اسی طرح وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَھُمُ اللّٰہُ. اگر وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتے اس میں سے جو اللہ نے ان کو خود عطا فرمایا ہے۔ وہ چاہے ریاء کریں چاہیں چھپائیں وَکَانَ اللّٰہُ بِھِمْ عَلِیْمًا یہ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ ان سے خوب واقف ہے، ان کی ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ پس ان آیات کریمہ کے ساتھ یہ مضمون جو انفاق فی سبیل اللہ کا میں بیان کرتا چلا آیا ہوں میرے نزدیک مکمل ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں چند احادیث نبویہ اور چند اقتباسات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۱۵۹ میں درج ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اَلشُّحَّ یعنی بخل سے بچو۔ یہ بخل ہی ہے جس نے پہلی قوموں کو ہلاک کیا۔ تو بخل سے بچنا جماعت احمدیہ کے لئے انتہائی ضروری ہے کیونکہ ہم نے دنیا میں زندہ رہنا ہے، خدا کے پیغام کو اگلی نسلوں میں جاری کرنا ہے۔ اور صرف اس بیماری یعنی بخل کا رہو گئے تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ فرمان ہم پر ضرور صادق آئے گا کہ پہلی قوموں کی طرح ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ تفسیر یہاں بیان نہیں فرمائی مگر دوسری بہت سی احادیث میں، بخل سے کیوں قومیں ہلاک ہوا کرتی ہیں، یہ تفصیل بھی بیان فرمائی ہے۔ مگر میں نے یہ مختصر حدیث جو جامع مانع ہے یہ آج کے خطبے کے لئے چنی ہے۔

ایک اور حدیث جو مسند احمد سے ہی لی گئی ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا بخیل اور سخی کی مثال ان دو آدمیوں کی سی ہے جنہوں نے سینے تک لوہے کی قمیص پہنی ہے۔ یہ بہت ہی لطیف مثال ہے اور اس کو پڑھ کر آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حکمت اور فراست پر، آپ پر بڑھ بڑھ کر درود بھیجنے کو دل چاہتا ہے۔ کتنی عظیم الشان مثالیں دے کر دونوں کا مقابلہ فرمایا گیا ہے۔ بظاہر ایک ہی کی سی مثال ہے شروع ایک بات سے ہوتی ہے وہ یہ کہ بخیل اور سخی کی مثال ان دو آدمیوں کی سی ہے جنہوں نے سینے تک لوہے کی قمیص پہنی ہوئی ہو۔ بعض دفعہ زرہیں پہنی جاتی ہیں ان سے سینہ جکڑا جاتا ہے اور اس مضمون میں یہی بیان ہے کہ ایسی لوہے کی قمیصیں پہنی ہوئی ہیں جن میں سینے جکڑے جاتے ہیں۔ سخی نے بھی پہنی ہوئی ہے، بخیل نے بھی پہنی ہوئی ہے مگر آگے جا کے ایک فرق پڑ جاتا ہے۔ سخی جب کچھ خرچ کرتا ہے تو اس کی آہنی قمیص کا حلقہ کھل جاتا ہے۔ جب سخی خرچ کرتا ہے تو حلقہ تھوڑا سا ڈھیلا ہو جاتا ہے اور یہ اتنی گہری نفسیاتی حکمت ہے کہ اس پہ جتنا غور کریں اتنا ہی دل رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں، ثناء میں ڈوب جاتا ہے۔ ہر دفعہ جب ایک شخص ایسے خرچ کی توفیق پاتا ہے جس سے پہلے اس کو کچھ تنگی محسوس ہو رہی ہو تو لازماً اس کے بعد اسی مضمون میں مزید خرچ کرنے کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ دنیا میں بھی یہی حال ہم دیکھتے ہیں اور دین میں بھی بالکل یہی حال ہے۔

پس رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں بظاہر دونوں نے قمیصیں پہنی ہوئی ہیں جنہوں نے سینوں کو جکڑ رکھا ہے مگر ہر شخص جو کچھ خرچ کرتا ہے اس کے حلقے ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور اس طرح آہستہ آہستہ وہ قمیص کھل جاتی ہے کوئی بھی پھر تنگی نہیں رہتی۔ دنیا کی قربانیاں ہوں یا دین کی قربانیاں ہوں دونوں میں وہ خرچ کرتا ہے۔ اور اس خرچ سے لذت پاتا ہے، شرح صدر نصیب ہو جاتا ہے اور آخر کار وہ اس کی جکڑ سے آزاد ہو جاتا ہے لیکن بخیل کو وہ قمیص جکڑتی چلی جاتی ہے اور اس طرح اس کی گرفت بڑھتی جاتی ہے۔ تمام بخیلوں کا یہی حال ہے۔ جتنا بخل میں آگے بڑھتے ہیں اتنا بخل ان کے سینوں کو تنگ کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اس حال میں مرتے ہیں کہ جو کچھ بخل کر کر کے اکٹھا کیا سارا دنیا میں پیچھے کے لئے چھوڑ جاتے ہیں اور حساب لینے والے فرشتوں کے سوا اور کچھ نہیں پاتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "خدا ایسے لوگوں کو نہیں چاہتا جو بخیل ہیں اور لوگوں کو بخل کی تعلیم دیتے ہیں اور اپنے مال کو چھپاتے ہیں"۔ یکتمون والی بات وہی ہے جو مسیح موعود علیہ السلام یہاں بیان فرما رہے ہیں۔ "یعنی محتاجوں کو کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے"۔ پھر فرمایا ریاکاروں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں، "خوش قسمت ہے وہ انسان جو ریاء سے بچے اور جو کام کرے وہ خدا تعالیٰ کے لئے کرے۔ ریاکاروں کی حالت عجیب ہوتی ہے خدا تعالیٰ کے لئے جب خرچ کرنا ہو تو وہ کفایت شعاری سے کام لیتا ہے لیکن جب ریاء کا موقع ہو تو پھر ایک کی بجائے سو دیتا ہے اور دوسرے طور پر اس مقصد کے لئے دو کا دینا کافی سمجھتا ہے۔ اس لئے اس مرض سے بچنے کی دعا کرتے رہو"۔

اپنے ایک صحابی کا ذکر خیر فرماتے ہیں اور آپ ہی کے الفاظ میں میں یہ بیان کرتا ہوں۔ "حبّی فی اللہ سید عبدالہادی صاحب اوورسیئر۔ یہ سید صاحب انکسار اور ایمان اور حسن ظن اور ایثار اور سخاوت کی صفت میں حصہ وافر رکھتے ہیں۔ وفا اور متانت شعار ہیں ابتلاء کے وقت استقامت کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔ وعدہ اور عہد میں پختہ ہیں۔ حیاء کی قابل تعریف صفت ان پر غالب ہے"۔ پس وہ لوگ جو ریاء سے کام نہیں لیتے ان میں حیاء ضرور ہوتی ہے اور یہ اللہ کا احسان ہے اگر کسی شخص میں حیاء پائی جائے تو وہ اپنی نیکی سے حیاء کرتا ہے اور جس میں حیاء نہ ہو وہ بدی سے بھی حیاء نہیں کرتا یا بدی کو چھپانے میں بعض دفعہ حیاء سے کام لیتا ہے تو صفت ایک ہی ہے لیکن دو طرح سے اپنا رنگ دکھاتی ہے۔ فرمایا: "حیاء کی قابل تعریف صفت ان پر غالب ہے"۔ قابل تعریف پر جو زور ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ حیاء کی بعض دفعہ قابل مذمت صفت بھی ہوا کرتی ہے۔ "اس عاجز کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہونے سے پہلے بھی وہی ادب ملحوظ رکھتے تھے جواب ہے۔ اللہ جلّ شانہ کا ان پر یہ خاص احسان ہے کہ وہ نیک کاموں کے کرنے کے لئے منجانب اللہ توفیق پاتے ہیں۔ ان کی طبیعت فقر کے مناسب حال ہے انہوں نے اس سلسلہ کے لئے دو روپیہ ماہواری چندہ مقرر کیا ہے"۔ اب دو روپے اس زمانے میں بہت بڑی رقم ہوا کرتی تھی لیکن وہ دو روپے جو ماہواری چندہ مقرر کیا تھا وہ تو حساب میں آجاتا ہے لوگ دیکھتے بھی تھے حیاء کی صفت ان کی کیا تھی یہ اس کے آگے بیان ہے۔

"مگر اس چندہ پر کچھ موقوف نہیں وہ بڑی سرگرمی سے خدمت کرتے ہیں اور ان کی مالی خدمات کی اس جگہ تصریح مناسب نہیں"۔ کیونکہ وہ مالی خدمات جو دو روپے ظاہر کے علاوہ چھپ کر کرتے ہیں وجہ یہ ہے کہ وہ چھپانا چاہتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے غلاموں کے دل کے حال پر بڑی باریک نظر رکھا کرتے تھے۔ فرمایا: "تصریح اس جگہ مناسب نہیں کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ ان کی مالی خدمات کے اظہار سے ان کو رنج ہوگا"۔ ایسے بھی ہیں جن کو دکھ ہوتا ہے اس بات سے کہ ان کی مالی خدمات کا شہرہ کیا جائے۔ "وجہ یہ ہے کہ اس سے بہت پرہیز کرتے ہیں کہ ان کے اعمال میں کوئی شعبہ ریاء کا دخل کرے اور ان کو یہ وہم ہے کہ اجر کسی عمل کا اس کے اظہار سے ضائع ہو جاتا ہے"۔ یعنی یہ بات ان کی فی الحقیقت درست نہیں کیونکہ بعض اوقات اظہار کرنے سے قومی فائدہ پیش نظر ہوتا ہے اور اظہار کے نتیجے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر خدمت کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ سچے دل والوں کو ہی، ریاکاروں کی بات نہیں ہو رہی۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پر بھی نظر ہے۔ آپ نہیں چاہتے کہ جماعت اس سے غلط نتیجہ نکالے۔ ان کی خاطر تو آپ نے سب کچھ چھپا دیا لیکن بعض اوقات خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا اظہار کرنا پڑتا ہے اور اس اظہار کے نتیجے میں ساری جماعت میں استباق فی الخیرات کی روح ترقی کرتی ہے۔ اس لئے فرمایا: "ان کو یہ وہم ہے کہ اجر کسی عمل کا اس کے اظہار سے ضائع ہو جاتا ہے"۔ ایسے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں داخل تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ تجارت کا سلیقہ سکھا رکھا تھا اور ایسے لوگ کثرت سے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن صاحب مہر سنگھ کا ذکر بارہا پہلے کر چکا ہوں، ان کا حال یہ تھا کہ جب کوئی تنگی ہو تو وہ خدا کی راہ میں خدمت کے لئے نکل جایا کرتے تھے۔ کمانے کی خاطر نہیں بلکہ اپنے اس وقت کو جس کو وہ روپیہ کمانے پر خرچ کر سکتے تھے روپے کو بھول کر تبلیغ کے لئے نکل جایا کرتے تھے۔ یہ ان کا اپنا ایک رنگ تھا اور ہمیشہ ایسا ہوا۔ ایک دفعہ بھی اس معاملے میں مایوسی نہیں ہوئی کہ وہ جب تبلیغ سے واپس آرہے تھے یا اس دوران خدا تعالیٰ نے ان کو کوئی رقم مہیا فرما دی جو رقم اس چیز کے لئے بہت کافی ہوا کرتی تھی جو ان کو ضرورت پڑتی تھی۔

اور یہ واقعہ ان کا بڑا دلچسپ ہے کہ پھر بڑے فخر سے آکے گھر کی کنڈی کھٹکھٹایا کرتے تھے اور آواز دیا کرتے تھے کہ اپنی بیگم کو کہ فلاں کی اماں دروازہ کھولو۔ اب جو کنڈی کھٹکھٹائے گا اس کو کچھ کہنے کی ضرورت بھی

کیاہے لیکن وہ انگریزی میں کہا کرتے تھے کیونکہ انگریزی کا ان کو بہت شوق تھا اور یہ ثابت کیا کرتے تھے سکول کے بچوں پر کہ میری بیوی کو انگریزی آتی ہے۔ وہ پوچھتے تھے کیسے آتی ہے بتائیں۔ کہتے جب میں گھر جاتا ہوں تو کنڈی کھٹکھٹا کے کہتا ہوں فلاں کی اماں دروازہ کھولو۔ اسی وقت وہ دروازہ کھولتی ہے اور یہ بات میں انگریزی میں کہہ رہا ہوتا ہوں۔ تو بڑے بڑے دلچسپ انسان تھے جو اپنے اپنے رنگ میں ایک مثال تھے اور انہی مثالوں کی یہ خیر ہے کہ ان کی اولاد بھی اسی طرح نیکیوں میں حصہ پا رہی ہے۔

نیکیوں کے متعلق یاد رکھیں کہ یہ ضائع نہیں ہوا کرتیں، ان معنوں میں بھی ضائع نہیں ہوا کرتیں کہ گویا ایک ہی نسل تک محدود رہ جائیں۔ نیکیاں نسلاً بعد نسل چلتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ جو وعدہ فرمایا ہے کہ میں بڑھاتا ہوں اس سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ اس شخص کے اموال کو برکت دیتا ہوں یا اس کی نیکیوں کو بڑھاتا ہوں۔ مراد یہ ہے کہ اتنا بڑھاتا ہوں کہ نسلاً بعد نسلٍ چلتی چلی جاتی ہیں۔ پس ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی صورت میں ایسی مثالیں بکثرت دیکھی ہیں اتنی کہ ان کا بیان ممکن نہیں۔ اپنے اپنے رنگ میں فقیر راہِ مولا تھے اور ان کے انفاق کا بھی اپنا اپنا رنگ تھا لیکن ان میں سے کسی ایک میں بھی ریاکاری نہیں تھی بلکہ حتی المقدور کوشش کرتے تھے کہ اپنی نیکیوں کو چھپالیں۔

پس یہ ایک ایسا گر ہے جس کو جماعت کو سیکھنا چاہئے اور پلّے باندھنا چاہئے کیونکہ ریاکاری سے **بچیں گے اور بخل سے بچیں گے تو نہ صرف اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی زندگی میں کامیاب فرمائے گا بلکہ آپ اپنی نسلوں کی زندگی میں بھی مسلسل ان نیکیوں کو جاری دیکھیں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا ایک ایسا سلوک دیکھیں گے جو کوثر کی طرح کبھی بھی ختم نہیں ہوتا۔**

اس قسم کے بزرگوں میں سے ایک حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب بھی تھے۔ حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ لدھیانوی وہ بزرگ ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کے دعویٰ سے پہلے ہی پہچان لیا تھا۔ انہوں نے آپ کو مخاطب کر کے کہا تھا "تم مسیحا بنو خدا کے لئے"۔ کاش تم مسیحا بن جاؤ کیونکہ تم میں مَیں مسیحائی کی علامات دیکھ رہا ہوں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ مسیحائی کی علامات جو آپ اپنے نفس سے بھی چھپاتے تھے خدا نے اپنے ایک بزرگ بندے پر ان صفات کو روشن کر دیا اور اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آگے جا کر بیان فرمائیں گے کہ تم خدا کی خاطر چھپنے کی کوشش بھی کرو تو امر واقعہ یہ ہے کہ اگر تم سنجیدگی اور اخلاص سے چھپنے کی کوشش کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں چھپنے نہیں دے گا۔ تمہاری نیکیوں کو اس طرح ظاہر فرمائے گا کہ لوگ ان کی مثال پکڑیں۔ پس نیکیوں کی خاطر اللہ تعالیٰ گویا تمہاری نیکیوں سے پردہ اٹھا دے گا۔

تو خدا کے پردے اٹھانے کے رنگ بھی عجیب ہیں کبھی وہ نیکیوں سے پردے اٹھاتا ہے کبھی لوگوں کی بدیوں سے بھی پردے اٹھاتا ہے۔ یہی دعا کرنی چاہئے کہ اگر ہماری نیکیاں اس لائق ہیں کہ ان سے پردہ اٹھانا خدا کے نزدیک بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے ہو تو تب اللہ ان سے پردہ اٹھائے مگر اس رنگ میں نہ اٹھائے کہ ہمیں کوئی نقصان پہنچے۔ اگر اس اخلاص کے ساتھ آپ اپنی نیکیوں کو چھپانے کی کوشش کریں گے تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ اس رنگ میں پردہ اٹھائے گا کہ آپ کے اخلاص کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا لیکن بنی نوع انسان کو اور آپ کی آئندہ نسلوں کو فائدہ پہنچے گا۔ پس یہ ان حضرت صوفی احمد جان صاحب کے صاحبزادے ہیں صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب۔ بڑے لمبے قد کے تھے اور ان سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت سی روایات ہیں اور ان کا اپنا ایک رنگ عجیب تھا۔

صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب اپنے والد سے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ ہمارے گھر میں خرچ نہ تھا۔ میرے والد صاحب نے میری والدہ سے پوچھا آٹا ہے؟ کہا نہیں۔ دال ہے؟ جواب نفی میں ملا۔ ایندھن ہے؟ وہی جواب۔ جیب میں ہاتھ ڈالا، دو روپے تھے۔ فرمانے لگے اس میں تو اتنی چیزیں پوری نہیں ہو سکتیں میں ان روپوں سے تجارت کرتا ہوں۔ وہ دو روپے کسی غریب کو دے کر نماز پڑھنے چلے گئے۔ یہ ان کی تجارت تھی۔ راستے میں اللہ تعالیٰ نے دس روپے بھیج دئے۔ وہ دَہ دنیا ستّر آخرت کا ایک یہ بھی مطلب ہے۔ مگر یہاں دو کے بدلے دس ملے ہیں اِس کا اُس سے تعلق نہیں۔ دو کے بدلے دس اس لئے ملے کہ ان کو جو ضرورت تھی بعینہٖ دس روپے میں پوری ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حساب ان سے رکھا۔ رستے میں اللہ تعالیٰ نے دس روپے بھیج دئے۔ واپس آکر فرمایا میں تجارت کر آیا ہوں اب سب چیزیں منگوالو۔ اللہ کی راہ میں مال دینے سے گھٹتا نہیں، بڑھتا ہے۔ یہ جو روایت ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی اس وقت کی ضرورتیں دس روپے میں مکمل طور پر پوری ہو جاتی تھیں۔ اور چونکہ اس نیت سے انہوں نے خدا کی راہ میں خرچ کیا تھا کہ میری ساری ضرورتیں پوری ہو جائیں پس اللہ نے وہ نیت اس دنیا میں پوری فرما دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور بزرگ صحابی کا ذکر فرماتے ہیں۔ فرمایا: "حبی فی اللہ میاں عبدالحق خلف عبدالسمیع۔ یہ اول درجے کا مخلص اور سچا ہمدرد اور محض للہ محبت رکھنے والا دوست اور غریب مزاج ہے۔ دین کو ابتداء سے غریبوں سے مناسبت ہے کیونکہ غریب لوگ تکبر نہیں کرتے اور پوری تواضع کے ساتھ حق کو قبول کرتے ہیں"۔ یہ میں نے ذکر اس لئے چنا ہے کہ لوگوں پر یہ بات روشن ہو جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف کھل کر مالی قربانی کرنے والوں پر ہی تحسین کی نظر نہیں ڈالتے تھے بلکہ وہ بھی آپ کو بہت پیارے تھے جن کو مالی قربانی کی اپنی غربت کی وجہ سے توفیق نہیں ملتی تھی مگر جن کے حالات سے آپ واقف تھے۔ جانتے تھے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے زیادہ ان کو کوئی اور چیز عزیز نہیں ہے۔ پس نہ خرچ کرنے والے بھی اسی مد میں لکھے گئے جس میں خرچ کرنے والے لکھے گئے یعنی توفیق نہ پاتے ہوئے بھی خرچ کرنے کی تمنا بہت تھی۔ یہ مضمون وہ ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ کو نصیحت فرمائی تھی کہ اتنی دفعہ نماز کے بعد تکبیر و تسبیح کیا کرو تو تمہیں خرچ کی توفیق نہیں اور دل چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ تمہاری یہ توفیق کہ خدا کا ذکر کرتے ہو اس رنگ میں قبول فرمالے گا گویا تم نے خرچ کر دیا اور تمہیں اپنے خرچ کرنے والے بھائیوں سے کم عطا نہیں کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جب یہ فرمایا تو ان غریبوں کے دل راضی ہو گئے۔ پس جیسے آقا کی باریک نظر تھی ویسے ہی آپؐ کے غلام کی باریک نظر تھی۔ جیسے آقا اپنے غریب صحابہ پر نظر رکھتا تھا، جانتا تھا کہ ان کا دل چاہتا ہے مال خرچ کرنے کو مگر نہیں کر سکتے ان کے دل کی تسکین کے سامان کیا کرتا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی یہ توفیق ملی کہ اپنے غریب صحابہ کے دل پر نظر رکھ کر ان کے دل کی تسکین کے سامان کیا کرتے تھے۔ وہ واقعہ جو میں نے بیان کیا ہے اس کے متعلق روایت ہے کہ کچھ عرصے کے بعد یہ بات عام ہو گئی۔ لوگوں نے ایک دوسرے سے باتیں کیں اور یہ بات امیروں کو بھی پتہ چل گئی کہ اس طرح تو بہت جزاء ملتی ہے انہوں نے بھی اپنے غریب بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر تسبیح و تحمید شروع

کردی۔ اس پر غریب بھائیوں کو ایک قسم کا رشک آیا۔ انہوں نے کہا لو ہو یہ تو ہمارے ساتھ شامل ہو گئے خرچ کی جزاء بھی پائیں گے اور بے خرچ کی جزاء بھی پائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے یت کی اس رنگ میں کہ ان کو روکیں وہ بھی ہمارے ساتھ شامل ہو کر ہمارے حصے میں سے حصہ بٹا رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا نہیں ان کو نہیں میں روکوں گا جن کو خدا دوہرے اجر کی توفیق عطا فرماتا ہے میں کیسے روک دوں۔

تو جماعت کے امراء کو چاہئے کہ اس بات پر بھی نظر رکھیں، کوشش کریں کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے میں پہلے سے بڑھتے رہیں اور غریبوں کی ان نیکیوں میں سے بھی حصہ پائیں جو مال نہ دینے کی وجہ سے یا نہ دینے کی محرومی کے احساس سے عملاً ذکر الٰہی یا دوسری نیکیوں میں زیادہ حصہ لیتے ہیں۔ اس سے ان کو دوہرا اجر نصیب ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس عادت سے ان کی اولادوں کے مقدر چمک اٹھیں گے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام عبدالحق خلف عبدالسمیع صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دولت مندوں میں ایسے لوگ بہت کم ہیں کہ اس سعادت کا عشر بھی حاصل کر سکیں جس کو غریب لوگ کامل طور پر حاصل کر لیتے ہیں"۔ یہ امر واقعہ ہے کہ دولتمندوں میں یہ لوگ بہت کم ہوتے ہیں مگر اگر ہوں تو ان کا نصیبہ دنیا میں بھی جاگ اٹھتا ہے اور آخرت میں بھی۔

"فَطُوبیٰ لِلغُرَبَآء" بڑی خوشی کی بات ہے۔ خوشخبری ہے غرباء کے لئے۔ "میاں عبدالحق باوجود اپنے اخلاص اور کمئی مقدرت کے ایک عاشق صادق کی طرح محض للہ خدمت کرتا رہتا ہے اور اس کی یہ خدمات اس آیت کا مصداق اس کو ٹھہرا رہی ہیں "یُؤثِرُونَ عَلٰی اَنفُسِہِم وَلَو کَانَ بِہِم خَصَاصَۃ"۔ یہاں ایک اور معنی اس آیت کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے جس پر عام طور پر مفسّرین کی نظر نہیں جاتی۔ یُؤثِرُونَ عَلٰی اَنفُسِہِم وَلَو کَانَ بِہِم خَصَاصَۃ کا یہ مطلب لیا جاتا ہے جو اپنی جگہ درست ہے کہ وہ مال سے خدا کی راہ میں اس وقت بھی خرچ کرتے ہیں جبکہ ان کو مالی تنگی کا سامنا ہو۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے علاوہ ایک اور مضمون اس آیت میں پڑھا ہے۔ یُؤثِرُونَ عَلٰی اَنفُسِہِم خواہ ان کو مالی تنگی خدمت سے باز رکھتی ہو۔ یعنی مالی خدمت سے باز رکھتی ہو وہ نفس کی قربانی سے باز نہیں آتے۔ یُؤثِرُونَ عَلٰی اَنفُسِہِم اپنے نفس کو اس راہ میں خرچ کر دیتے ہیں۔ بہت ہی پیاری تفسیر ہے جس کو دیکھ کر انسان عش عش کر اٹھتا ہے۔ اب یہ تفسیر کیا نعوذباللہ من ذٰلک گندوں کو بھی عطا ہو سکتی ہے۔ جن کے دل اللہ پاک کرے ان کے سوا کسی کو یہ تفسیر عطا ہو ہی نہیں سکتی۔ اور دشمن، بدزبان، احمق اگر صرف اس ایک تفسیر پر غور کر لے جیسے میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بیان کیا ہے ہر تفسیر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ایسا رنگ ہے جو عارف باللہ کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ تو دشمن اگر اس چیز کو دیکھ لے تو ہرگز کبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بدکلامی کی جسارت نہیں کر سکتا۔ ایمان لانا یا نہ لانا یہ الگ مسئلہ ہے مگر ایسے پاکباز پر بدزبانی کی جسارت نہیں کی جا سکتی جو اللہ کے عشق میں گم ہو اور اسی کی ہدایت سے عارفانہ نکات اس کو ملتے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی کرو۔ بیک وقت ایک سینے میں یہ دو محبتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی"۔ یہاں نیت کی اصلاح بہت ضروری ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ اپنا مال بڑھانے کی خاطر خدا سے محبت کرے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ خالص اللہ کی محبت کی وجہ سے مال خرچ کر دے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مشاہدہ ہے کہ اگرچہ ان کی نیت یہ نہیں بھی ہوتی تب بھی خدا ان کے مال میں دوسروں کی نسبت زیادہ برکت ڈال دیتا ہے۔ کیوں؟ فرمایا: "کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادے سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ میں کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کرے گا کہ اس کی خدمت بجا لائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ یہ ہے خلاصۂ مضمون۔

جس شخص کو بھی مالی خدمت یا نفس کی خدمت یا جسمانی خدمت یا دماغی خدمت کی توفیق ملتی ہے وہ یاد رکھے کہ یہ اللہ کے احسان سے ہے اور احسان کے نتیجے میں شکر گزار ہونا چاہئے نہ کہ احسان جتانے لگے۔ تو مومن کے دل میں دین کی خدمت کے بعد کسی احسان جتانے کا گمان تک نہیں گزرتا۔ اگر حقیقی عارف ہے تو ضرور سمجھتا ہے کہ ہمیں توفیق مل گئی بہتوں کو نہیں ملی۔ کتنا بڑا اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں چن لیا ہے اس خدمت کے لئے۔ اس لئے فرمایا کہ یہ نہ سمجھو کہ تم میرے لئے ضروری ہو۔ فرمایا میں تمہارے لئے ضروری ہوں۔ میری دین کی خاطر خدمت کرتے ہو تو اللہ کی پیار کی نظریں حاصل کرتے ہو۔ اس لئے تم میرے لئے ضروری نہیں، میں تمہارے لئے ضروری ہوں۔ اور اس کا ثبوت ایک یہ ہے کہ اگر تم سارے مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ تو خدا مجھے نہیں چھوڑے گا اور میری ساری ضرورتیں پوری کرے گا اور ایسی قوم لے آئے گا جو قوم مالی خدمات اور جسمانی اور دینی اور قلمی اور روحانی خدمات میں تم سے پیچھے نہیں رہے گی۔

"تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمتِ مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا محتاج نہیں ہے ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے"۔

انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: "میں پھر اصل بات کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ دولت مند اور متمول لوگ دین کی خدمت اچھی طرح کر سکتے ہیں"۔ یعنی پہلی باتوں سے یہ شبہ نہ گزرے کہ دولت مند دھتکارے ہوئے لوگ ہیں ان کو توفیق مل ہی نہیں سکتی ہے۔ "مِمّا رَزَقنٰہُم یُنفِقُون۔ (البقرہ آیت ۴) متقیوں کی صفت کا ایک جزو قرار دیا ہے۔ یہاں مال کی کوئی خصوصیت نہیں۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہے وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ انسان اپنے بنی نوع کا ہمدرد اور خادم رہے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت کا انحصار دو ہی باتوں پر ہے تعظیم لامر اللہ اور شفقت علی خلق اللہ۔ پس مِمّا رَزَقنٰہُم یُنفِقُون میں شفقت علی خلق اللہ کی تعلیم ہے"۔

جہاں خدا کی راہ میں مالی قربانیاں کرتے ہیں اس کے سوا اس بات کو بھی نہ بھلائیں کیونکہ یہ بھی مِمّا رَزَقنٰہُم یُنفِقُون کے اندر شامل بات ہے کہ جب خدا کی خاطر خرچ کرتے ہیں تو اس کے بندوں کے لئے بھی نرم گوشہ اختیار کریں اور اس طرح قوم کو وحدانیت کا سبق دیں۔ ہر وہ شخص جو واقعۃً تقویٰ کی خاطر اپنی زندگی بسر کرتا ہے وہ اپنے بھائی سے خواہ وہ غریب بھی ہو، محروم بھی ہو، کئی قسم کی کمزوریوں میں مبتلا ہو اس سے نفرت نہیں

کرتا ہے وہ اپنے بھائی سے خواہ وہ غریب بھی ہو، محروم بھی ہو، کئی قسم کی کمزوریوں میں مبتلا ہو اس سے نفرت نہیں کرتا بلکہ اس کے لئے دل میں ہمدردی کے سوا اور کوئی جذبات نہیں پاتا۔ اگر کچھ نہیں کرسکتے تو دل کی گہرائی سے کلمۂ خیر کہو۔ بعض لوگ یہ کلمۂ خیر کہتے تو ہیں مگر اس کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے۔ امیر آدمی جو اپنے مال کو چھپائے ہوئے ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں جاؤ اللہ تمہارا بھلا کرے۔ مطلب ہے ہمارا پیچھا چھوڑو۔ اللہ بھلا کرے کی دعا محض منہ سے نکلی ہوئی دعا ہوتی ہے۔ لیکن کچھ لوگ دکھ محسوس کرتے ہیں کہ ہم کچھ دے نہیں سکے۔ وہ جب کہتے ہیں کہ اللہ تمہارا بھلا کرے تو یہ دعا عرش کے کنگرے ہلا دیا کرتی ہے اور اس کے نتیجے میں بعض غریبوں کی تقدیر بدل جاتی ہے۔ پس یہ ہیں انفاق فی سبیل اللہ والے لوگ جس کے متعلق یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا 'شفقت علی خلق اللہ کی تعلیم اس آیت میں شامل ہے مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ'۔

یہ ایک بہت ہی لطیف اقتباس ہے جس میں سے ایک حصہ شروع کا میں ضرور آپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ فرمایا: "اس کے بعد متقی کی شان میں مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْن آیا ہے۔ یہاں متقی کے لئے مِمَّا کا لفظ استعمال کیا کیونکہ اس وقت وہ ایک اعمیٰ کی حالت میں ہے"۔ مِمَّا میں جو توفیق اللہ نے اسے بخش دی ہے یہ حضرت اقدس مسیح موعود کی بہت ہی لطیف تفسیر ہے۔ فرمایا صرف وہی توفیق شامل نہیں بلکہ آئندہ جو توفیق خدا عطا فرمائے گا وہ بھی اس میں داخل ہے۔ تو فرمایا اس کی حالت تو ایک اندھے کی سی ہے جسے پتہ نہیں کہ میرے لئے آگے کیا بھلائی اور خیر مقدر رکھی گئی ہے۔

"حق یہ ہے کہ اگر وہ آنکھ رکھتا تو دیکھ لیتا"۔ ایک اور بھی اندھے کی حالت کا بیان ہے۔ "آنکھ رکھتا تو دیکھ لیتا کہ اس کا کچھ بھی نہیں"۔ یہ دونوں باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تحریر میں بیان فرمائی ہیں۔ ایک آئندہ جو خدا کے فضل اس پر ہونے والے ہیں ان سے وہ بالکل اندھا ہے، اس کو پتہ ہی نہیں کہ کیا ملنے والا ہے۔ دوسرا یہ کہ آنکھ ہوتی تو دیکھ لیتا کہ یہ سب اللہ ہی کی عطا ہے اس کا تو کچھ بھی نہیں۔ "یہ ایک حجاب تھا جو اتقاء میں لازمی ہے"۔ یہ اندھا پن کوئی برائی نہیں ہے۔ فرمایا، "ایک حجاب تھا جو اتقاء میں لازمی ہے۔ اس حالتِ اتقاء کے تقاضے نے متقی سے خدا کے دئے میں سے کچھ دلوایا"۔

پھر فرماتے ہیں: "یاد رہے کہ اصل مدعا جس پر اس سلسلہ کے بلا انقطاع چلنے کی امید ہے"۔ یہ پہلے بھی میں اقتباس آپ کے سامنے کئی دفعہ رکھ چکا ہوں۔ "اس سلسلے کے بلا انقطاع چلنے کی امید ہے"۔ یہ سلسلہ بغیر کسی روک ٹوک کے ہمیشہ جاری رہے اور نیکیوں میں ترقی کرتا چلا جائے یہ مراد ہے بلا انقطاع۔ "وہ یہی انتظام ہے کہ سچے خیر خواہ دین کے اپنی بضاعت اور اپنی بساط کے لحاظ سے ایسی سہل رقمیں ماہواری کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتمی وعدہ ٹھہرا لیں جن کو بشرطیکہ پیش آنے کسی اتفاقی مانع کے بآسانی ادا کرسکیں ہاں جس کو اللہ جل شانہ توفیق اور انشراح صدر بخشے وہ علاوہ اس ماہواری چندے کے اپنی وسعتِ ہمت اور اندازۂ مقدرت کے موافق یکمشت کے طور پر بھی مدد کرسکتا ہے"۔

اب اس سلسلے میں میں ایک آخری اقتباس ایک دوست کا پڑھ کر سناتا ہوں جو کراچی سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے۔ انہوں نے جب میرے خطبات سنے جو مال سے تعلق میں مَیں نے امریکہ میں دئے تھے تو ان کو اس بات کا گہرا رنج پہنچا کہ بعض لوگوں کی کمزوری کی وجہ سے مجھے تکلیف پہنچی ہے۔ میں نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ بعض ایسے لوگ ہیں جن کے متعلق میں حالات دیکھ کے یہ فیصلہ کرسکتا ہوں کہ ان کا سارا مال ان کو واپس لوٹا دیا جائے کیونکہ جس رنگ میں انہوں نے خرچ کیا ہے مجھے اس سے کراہت آتی ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس مال کو خدا تعالیٰ کے پاک مال میں شامل کروں۔ یہ ذکر جو گزرا تھا اس کے بعد جب میں نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ ایسے لوگ اتنے تھوڑے ہیں، دکھاوے والے لوگ ہی تھے، کہ ان کے مال کو کلیۃً کالعدم سمجھ لیں تب بھی جماعت امریکہ کے اموال پر ایک کوڑی کا بھی فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ ان خطبات کے بعد جو اطلاعیں آرہی ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی کے ساتھ جماعت مالی قربانی میں آگے بڑھ رہی ہے۔ مگر یہ لفظ ان کو یاد رہے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان کے مال ان کو واپس کردوں۔ ان کے خیال میں اتنے زیادہ مال تھے کہ ان کے لئے مجھے بیرونی مدد کی ضرورت پڑنی تھی۔ وہ لکھتے ہیں: "میں اپنے آپ کو تمام چندہ واپس کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اگر یہ رقم ایک کروڑ تک ہے تو میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ رقم اپنے پیارے حضور کی خدمت میں پیش کرسکتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کی اس جماعت میں خدا کے شیروں اور محمدؐ کے فدائیوں کی کوئی کمی نہیں ہے"۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس اخلاص کو قبول فرمائے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اس کی جماعت کو ضرورت نہیں ہے اور ضرورت کا کچھ سوال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ پیسوں کی خاطر یہ خطبے نہیں دئے تھے، لوگوں کی خاطر دئے تھے کہ لوگ اپنی اصلاح کریں اور اللہ کی نظر میں مقبول ٹھہریں۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا: پچھلے خطبات میں لوگوں نے میری آواز میں کچھ دیکھا ہوگا جیسے ہلکی ہلکی کھانسی بعض دفعہ اٹھتی ہے۔ کھانسی نہیں وہ گلا صاف کرنے کے لئے بعض دفعہ ایک ضرورت محسوس ہوتی ہے اس کے لئے میں نے بعض مناسب دوائیں استعمال کیں مگر فائدہ نہیں ہو رہا تھا۔ تو اب ایک بات پکڑی گئی ہے جو میں آپ کے سامنے عرض کررہا ہوں۔ کیونکہ بہت سے لوگ آرہے ہیں اور ان کی خواہش ہوگی کہ وہ کچھ نہ کچھ تحفہ مٹھائی کی صورت میں یا کسی اور شکل میں دیں مگر ساتھ اصرار کرتے ہیں کہ تم ضرور کھاؤ اور وہ اکثر بناسپتی گھی کی تیار کی ہوئی چیزیں ہوتی ہیں جن کے خلاف مجھے سخت الرجی ہے۔ تو کل ہی ایک صاحب تشریف لائے تھے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے جلیبیاں تیار کی ہیں۔ ہاتھ سے تو کی ہیں مگر کی تھیں بناسپتی میں۔ اصرار تھا کہ ضرور چکھو۔ وہ چکھتے ہی ایک دم جو پہلی دواؤں کا اثر تھا سارا جاتا رہا۔

تو اس لئے میں یہ بات بیان کررہا ہوں کہ جلسے پر آنے والے ضرور کوشش کریں گے کہ ان کا دیا ہوا میٹھا میں ضرور چکھوں یا نمک بھی، جو بھی ہو۔ وہ یاد رکھیں کہ مجھے بناسپتی گھی سے سخت الرجی ہوتی ہے اور دواؤں کا جو فائدہ پہنچا ہوتا ہے اس کا کیا دھرا سب ضائع ہو جاتا ہے۔ تو مہربانی فرما کر اس لحاظ سے جلسے کے مہمانوں پر رحم کریں کہ مجھے تقریریں کھلی آواز سے کرنے کی توفیق مل جائے اور اپنے گھروں میں بھی جائزہ لیں۔ جن لوگوں کو بناسپتی سے الرجی ہوتی ہے بعض دفعہ ان کو پتہ بھی نہیں چلتا اور ہر وقت خود بھی اور بچوں کو بھی کسی نہ کسی گلے یا چھاتی کی بیماری میں مبتلا دیکھتے ہیں تو یہ نسخہ بھی آزما کے دیکھ لیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ان کو فائدہ پہنچے گا۔